سلسلہ مطبوعات (۲۲)

غلبہ دین اور عبادات

www.rahimia.org

چوہدری افضل حق مرحوم

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

حرف اول

قرآن حکیم نے ایک مقام پر رسول اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی صراحت کی ہے کہ دین اسلام کو باقی ادیان پر غالب حیثیت حاصل ہے۔ یہ غلبہ، اعلیٰ اصولوں اور ان پر مبنی نظام و معاشرے کا غلبہ ہے چنانچہ یہی سبب ہے کہ آپ کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرام نے اس مشن کو اپنا ہدف بنا کر دنیا کے استحصالی نظاموں کو زیروزبر ہی نہیں کیا بلکہ انسانیت کو ایک غیر طبقاتی، غیر فرقہ وارانہ اور غیر گروہی معاشرہ سے بھی روشناس کرایا، اور اس معاشرے کی خوبیاں تاریخ کا ایسا حصہ بن گئی ہیں کہ دنیا میں جدوجہد کرنے والی باشعور اور مخلص تحریکات ان سے کسی نہ کسی درجہ میں فیضان حاصل کررہی ہیں۔

غلبہ دین کے عبادات کی ادائیگی ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔ یہ عبادت جو عابد کے قلب و نظر میں ایسی تبدیلی پیدا کرتی ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کو خدا سے تعلق کے اظہار کا ذریعہ جاننے لگتا ہے۔

زیر نظر پمفلٹ، مفکر احرار چوہدری افضل حق مرحوم کی شاہکار کتاب "دین اسلام" سے ماخوذ اقتباسات پر مبنی ہے، ملاحظہ کیجئے۔

چیئرمین

www.rahimia.org

www.rahimia.org

نام پمفلٹ	غلبہ دین اور عبادات
افکار	چوہدری افضل حق مرحوم
طبع اول	نومبر ۱۹۹۲ء
ناشر	شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن پوسٹ بکس نمبر ۳۶۳۔ ملتان

غلبہ دین اور عبادات

اسلامی تعلیم کے اس مرکزی نقطے کو سامنے رکھو کہ اسلام جمہور کا جمہوری مذہب ہے، اس لئے عقیدہ سیدھا سادہ ہونے کے علاوہ عمل میں کوئی پیچیدگی نہیں نہ تین میں ایک، نہ ایک میں تین۔ نہ روح و مادہ اور خدا کی بحث بس ایک خالق باقی سب مخلوق، نہ اس کے سوا کوئی نفع پہنچائے نہ ضرر، ہمارے نبی ﷺ کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ خالق نے مخلوق کی بہتری کے لئے بہترین آدمیوں کی معرفت ہر خاص وعام کو اپنا محبت بھرا پیغام پہنچایا کہ آپس میں محبت سے رہنا سیکھو، ایک دوسرے کی خدمت میں خوشی تلاش کرو۔ یعنی اس دینا میں ہی اہل جنت کی خصوصیت کے حامل بنو۔ جو دکھ دے گا وہ آخرت میں دکھ اٹھائے گا، جو ستائے گا وہ ستایا جائے گا، جو جتنی کسی کو آنچ پہنچائے گا وہ اسی قدر نار دوزخ میں جلایا جائے گا۔ جنت کی ٹھنڈک اپنے ہی عمدہ عمل سے پیدا ہوتی ہے دوزخ کی آگ بھی اسی دنیا کی بداعمالی سے انسان ساتھ لے جاتا ہے۔

قومیں جب عمل سے عاری ہوجاتی ہیں تو حسن عمل کی بجائے چند عقائد کو ذریعۂ نجات بنالیتی ہیں اور سیدھی راہوں کو چھوڑ کر پیچیدہ اور فلسفیانہ موشگافیوں میں پڑجاتی ہیں، زبان اور دماغ کام کرتے ہیں۔ دل تاریک اور ہاتھ بیکار ہوجاتے ہیں۔

خدا کا منشاء اور رسول ﷺ کی توقعات یہ تھیں کہ مسلمان دنیا کی برات کا دولھا بنے گا اور نیکی کو دلہن بنائے گا۔ بنی نوع انسان کی پُرخلوص خدمت اور بے پناہ قربانی کے باعث سب کا سردار ہوگا۔ لیکن وہ جہالت اور خود غرضی کے باعث عیسائی (سامراجی) حکومتوں کا ذلیل غلام ہوگیا۔ دنیا کی رہنمائی کا عزم کہاں، بے ہمتی نے مسلمان نوجوان کی عالی امنگوں کو برباد کردیا ہے۔ اب کوئی قرآن

کے اوراق لئے لئے کہاں پھرے۔ درخت تو اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جب ہمارا عمل نفرت انگیز ہے تو ہماری کتاب کو کوئی کیا پڑھے۔

بے شک صدیوں کے بعد مسلمان کروٹ لے رہا ہے کیونکہ اب زمانہ نئے دور سے گزر رہا ہے۔ جن اسلامی تعلیمات کا دنیا مضحکہ اڑاتی تھی۔ آج اسی کو راہ نجات سمجھتی ہے۔ قرآن نے سود کو ممنوع قرار دیا اور سرمایہ داری پر بری طرح کاری ضرب لگائی۔ سرمایہ پرست لوگوں نے حکم قرآن کو بدعقلوں کا قانون بتایا لیکن سرمایہ داری اب ہمیشہ کی نیند سوئی جارہی ہے۔ اگرچہ مسلمانوں نے اپنے عمل سے اسلام کی سچائیوں کو جھٹلایا۔ مگر حالات زمانہ نے مجبوری کا سر اس کے سامنے جھکادیا۔ آج دنیا کے ایوانوں میں غریبوں کے نظام کا غلغلہ اسلام کے ابتدائی ایام کی بازگشت معلوم ہوتا ہے۔

سود کے بعد شراب کی حرمت کے باعث اسلام خشک مذہب تصور ہوتا تھا، دیکھا دیکھی عوام مسلمان بھی پی کر بازاروں میں ننگے ناچنے لگے تھے، امراء نے ناشتے کے بعد نشہ کرنا فیشن قرار دے لیا تھا۔ رنگین مزاج نوجوان تو نشہ بندی کے اسلامی قانون کا اعلانیہ استہزاء کرنے لگے تھے۔ لیکن ہندوستان اور امریکہ میں شراب کے خلاف قیامت کی آواز اٹھی۔ اس ملک کی ۴۰ کروڑ مخلوق نشہ بندی کو ملک کا قانون بنانے کیلئے جیلوں کو آباد کررہی ہے اور یوں ان کے عمل سے اسلام کی تائید مزید ہوتی چلی جاتی ہے۔ (یہ ذکر تقسیم ہند سے قبل کا ہے)

نبی کریم ﷺ نے پختہ ایوان اور عالی شان بنانے سے کراہت کی۔ چاروں خلفاء نے باوجود عظیم سلطنت کے اس پر عمل جاری رکھا۔ آج لندن اور برلن میں سرمایہ کے ان ستونوں کی تباہی اور بربادی کو جا کر دیکھو۔ سائنس کی موجودہ ترقیات کے ہاتھوں غریب کی جھونپڑی بچ رہے تو بچ رہے۔ آیندہ جنگوں میں امیر کا محل بچنے کی تو کوئی صورت نہیں۔

www.rahimia.org

قوم (نسل) پرستی نے مذہب اور خدا کی جگہ لے لی تھی۔ اسلام ملک اور نسل کی سب حد بندیوں کے خلاف تھا، سچے مسلمان کا نعرہ یہ تھا

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

ہم نے تو اسلام کو جو سچے موتیوں کی مالا تھی گلے سے اتار کر پرے پھینک دیا تھا۔ لیکن جوہریوں نے اسے اپنے ملک اور قوم کی زیب و زینت بنانے کے لئے اٹھالیا۔ کسی کے کہے سنے اب ہمیں اپنے مذہب میں اچھائی نظر آنے لگی۔ روزے پہلے ایک بے سود فاقہ سمجھے جاتے تھے۔ اب روحانی ترقی اور برکت کا باعث اس لئے ہیں کہ اس ملک کا مہاتما گاندھی روزے کو اپنی زندگی کا ضروری جزو سمجھتا ہے۔

اب سب کچھ کھو کر پھر تلاش کا سودا سر میں سمایا ہے گذشتہ جنگ (۱۹۱۴ء) کے پہلے اور بعد میں جس طرح یورپی قوموں نے ترکی کا تیاپانچہ کیا اور اسلامی ملک کو خوان یغما سمجھ کر بانٹا۔ اس نے ایک عام سیاسی تڑپ سی پیدا کردی اب ہر دماغ میں سیاسی سربلندی کا ایک پروگرام ہے کوئی بیلچہ اٹھا کر چپ راست کرتا ہے۔ کوئی کلہاڑی سنبھالے یمین و یسار پکارتا ہے۔ کوئی اقبال مرحوم کی نظموں کو بغل میں دبائے جھوم جھوم کر اشعار پڑھنے پر اکتفا کرتا ہے۔ رنگ جو ہو مگر لگن ضرور ہے۔ عمل اور سیاسی غلبہ سب تحریکوں کا مرکزی نقطہ ہے لیکن عامل اور غالب قوم مسلمان نہیں۔ اگرچہ مسلمان کا عامل اور غالب آنا ضروری ہے کوئی عمل اور غلبہ معتبر نہیں جب تک اسلامی رنگ نہ ہو۔ جہاد اسلامی تعلیمات کی جان ہے۔ مگر پُرامن ہمسائے کے خلاف یا لوٹ کی نیت سے نہیں اور نہ اس لئے کہ غیروں کے جھنڈے تلے منظم ہو کر مسلمانوں کی بیکس بستیوں کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے نکلیں یا غیر مسلم مظلوموں پر ستم ڈھانے کو ابلیس کا آلہ کار بن جائیں۔ زندگی میں جیتی جان کی بازی بھی لگانا پھر حق کی حمایت میں نہ لڑنا۔ بلکہ

www.rahmia.org

ناانصافی کا ساتھی بن جانا دینا بڑی بد نصیبی ہے۔ اسلام کا دنیا میں سیاسی غلبہ اسلام کے جزوں میں ایک ضروری جز ہے۔ مگر یہ غلبہ انصاف کی بناء اور خدمت خلق کی بنیاد پر ہونا ضروری ہے۔

اب ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں سیاسی شعور ترقی پذیر ہے ہر ملک غلامی کی زنجیروں سے آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن آج ہی ہمیں اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہئیے اور اپنی منزل معین کرلینی چاہئیے۔ ہم دینا میں نام نہاد مسلمانوں کا غلبہ نہیں اسلام یعنی نیکی کا غلبہ چاہتے ہیں۔ ہمیں ایسے عادلانہ نظام کے لئے مرمٹنا چاہئیے۔ جس میں قرآن حکیم کے حکم کے مطابق کسی قوم سے دشمنی ناانصافی کا باعث نہ ہوسکے غور کرو کہ مسلمان ممالک میں جو اور جس قسم کی حکومتیں ہیں غریب مسلمانوں کی زندگی آنسوؤں کی درد بھری کہانی ہے اور ان کے دل مفلسی کے باعث آہوں کی بستی ہیں۔ سلاطین اور امراء کے محلات میں حسن اور عشق پھولوں کی سیج پر سوتے ہیں۔ شہنشاہی سطوت کی اگر اسلامی نظام میں گنجائش ہوتی تو قیصرو کسریٰ کے تخت و تاج مسلمانوں کے پاؤں کی ٹھوکروں میں نہ ہوتے بلکہ ان سے محبت کی پینگیں بڑھائی جاتیں۔ حضرت عمرؓ یونہی اللہ کا نام لے کر سب پر چڑھائی نہ کردیتے اس زمانے میں افراد اور خاندان حکمران تھے۔ عوام کا آرام خواص پر قربان تھا۔ اس لئے ان کو گرا کر عوام یعنی اسلام کی حکومت قائم کی گئی۔ فاروق اعظمؓ نے غیر مسلم عوام سے عادلانہ معاہدات کئے اور انہیں نیکی اور بھلائی کے نظام میں بطور برابر کے شریک کیا۔ ان کی مذہبی آزادی کو محفوظ رکھنے کے علاوہ بیت المال پر ان کا اقتصادی حق تسلیم کرلیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ سب ملکوں کی رعایا نے اپنے ہم مذہب سلاطین کے خلاف اسلامی افواج کی مدد کی۔ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اسلام کے سیاسی دامن کے سوا کہیں اقتصادی اور مجلسی (معاشرتی) مساوات نہیں وہ باوجود مذہبی عقائد کے اختلاف کے اسلامی

www.rahimia.org

نظام میں پانی میں مچھلی کی طرح آسودہ تھے اگر عسکری تدبیر کی بناء پر مسلمانوں کو کوئی شہر خالی کرنا پڑا تو ساری غیر مسلم آبادی رو دی۔ کیونکہ انہیں اپنے ہم مذہب سرمایہ داروں اور ارباب اقتدار کی ظالمانہ اور غیر مساویانہ روش یاد آتی تھی۔

اب عمل جہاد اور سیاسی سربلندی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ چشم ما روشن دل ما شاد، غلبۂ اسلام کے ان شیدائیوں کی جتنی قدر کی جائے کم ہے لیکن اسلامی زندگی کے بغیر مسلمانوں کا سیاسی غلبہ دوسری قوموں کے امپریلزم کی طرح غریب اور کمزور قوموں کی بربادی کا باعث ہوگا۔ اسلام کے مدعی اگر غیر عادلانہ، سرمایہ دارانہ اور فرقہ وارانہ نظام قائم کرنے کے لئے قربانیاں کریں گے تو اندیشہ ہے کہ خدا کے غصے کے سزاوار ہوں گے۔ اسلامی نظام وہ ہے جس میں خلیفہ وقت کا دعویٰ معمولی یہودی کے مقابلے میں عدم ثبوت کی بناء خارج ہوجائے۔ یعنی حضرت علیؓ جیسا حق گو باوجود حسینؓ پاکباز کی شہادت کے زرہ کی ڈگری ایک ماتحت عدالت سے عدم ثبوت کے باعث نہ پاسکے پس ایسا نظام جس میں قوم پر سردار کو کوئی مجلسی (معاشرتی) قانونی اور اقتصادی فوقیت نہ ہو اسلامی غلبے کا نظام ہے۔

عام سیاسی سربلندی شیطانی شجر ہے دولت، اقتدار عیش اور غرور اس کی چار شاخیں ہیں۔ اس درخت کے سائے نے عموماً قوم کی مسرتوں کو برباد کیا اور چند لوگوں نے قوم کی روحانیت کو لوٹ لیا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی نوع انسان نے آج تک کہیں پناہ نہ پائی کہ وہ امن کی زندگی بسر کرسکے کون سی قوم ہے جو سیاسی طور پر سربلند ہو کر سلاطین کے ہاتھ میں کٹھ پتلی نہ بن گئی۔ اوروں پر ظلم توڑھانا ہی تھا اپنی ہی قوم میں گروہ اور طبقات پیدا ہوگئے اوپر کے طبقے نے نچلے طبقے کو جی بھر کر لوٹا اور ان کی زندگی موت سے بدتر کردی۔

ان تمام اجتماعی اور انفرادی کمزوریوں کو رفع کر کے انسانی سوسائٹی کو بدمعاشوں اور لٹیروں کے گروہ کی بجائے پُرامن اور پاک باز لوگوں کی مجلس بنانے کے لئے اسلام نے ہمیں نماز کا نسخہ بتایا ہے تاکہ ہم روحانی ورزش اور محنت سے پہلے اپنی فطرت کو سعید بنائیں اور نیک لوگوں کو منظم کر کے نیکی کے نظام کو دنیا میں استوار کریں۔ اپنا عمل اور اپنی ذات، اپنے خاندان، اپنی قوم، اپنے ملک کی بھلائی تک محدود رکھنا چھوڑ دیں بلکہ سعی و عمل کی بنیادیں خدا کی خوشنودی پر رکھیں تاکہ انسان کی انفرادیت فنا ہو کر اقتدار، دولت، شہرت اور عیش کی ساری آرزوئیں دل سے مٹ جائیں۔

عزیزو! عبادت کے بغیر دل ویرانہ ہو جاتا ہے سعی و عمل کی امنگیں جوانی کے دنوں میں اٹھتی ہیں مگر باد صرصر کا طوفان بن کر اقتدار، دولت، شہرت اور عیش کے تقاضوں میں سچی زندگی کا تصور ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔ اور انسان شیطان کے ہاتھ میں ناانصافی اور ظلم کا آلہ کار بن جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنی ہمت سے معرکے سر کئے ہیں حالانکہ اقتدار، دولت، شہرت اور عیش چند روزہ زندگی کی تباہ کن مصروفیتوں کے سوا کچھ نہیں۔ سیاسی سر بلندی وہی مطلوب ہے جس کا نتیجہ مساوات، انصاف، محبت اور خدمت ہو۔

نمازیں دنیا کی عبادات میں غرور کش ہیں وہ خدا سے تعلق پیدا کرنے کا کیمیاوی نسخہ ہیں۔ اس کے متواتر استعمال سے دل سے خدمت لینے کا جذبہ نکل جاتا ہے۔ خدمت کرنے کا خیال پیدا ہوتا مسلمان کسی قوم، ملک یا باشندے کا نام نہیں۔ وہ اللہ والوں کی جماعت ہے جس کا کام اللہ کی عبادت اور عوام کی خدمت میں جان لڑا دینا ہے۔

کافر خدا کی عبادت کو کار بے کارواں کہے مگر سچا مسلمان ایسا نہیں سمجھتا

www.rahimia.org

اقوام کا اسلامی ممالک پر قبضہ عیسائی قوم کے خدا کی طرف سے انعام یافتہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ڈاکوؤں کی مثال ہے جو بے خبری میں شریف شہریوں پر قابض ہوجائیں۔ یہ بے خبری قابل ملامت ہے مگر ڈاکوؤں کی چیرہ دستی ستائش کے لائق نہیں۔ مسلمان کا خدا سے پختہ تعلق اور حسن اخلاق عوام کی بہترین خدمت اور جذبہ ایثار کا لازمی نتیجہ دنیا میں اخلاقی غلبہ ہونا چاہیئے۔(سیاسی غلبہ ضمنی (یعنی ذریعہ) ہے اسلام کے نزدیک اصل غلبہ اخلاقی غلبہ ہے) یہ خدمت خلق کے بغیر ممکن نہیں اور خدمت خلق کا جذبہ بغیر خالق کی عبادت کے مستقل طور پر پیدا نہیں ہوتا۔ جوانی کا جوش بعض لوگوں کو ابتدائے عمر میں نیک کاموں کی طرف لگاتا ہے خدا سے لو لگنے کی کمی سے آہستہ آہستہ یہ خدمت گذاری کا ولولہ بڑھاپے تک ختم ہوجاتا ہے۔ خدا کے پاک بندوں کے جوش اور ولولے مرتے دم تک باقی رہتے ہیں، جب قوم میں عبادت اور خدمت دونوں کے عامل کثرت سے پیدا ہوجاتے ہیں جو علم حق اور انصاف کے لئے سب کچھ قربان کردیتے ہیں تو صحیح معنوں میں قوم غالب ہوجاتی ہے۔

اے عزیزو! بعض اوقات عبادت کی کثرت خدمت خلق سے لاپروا کردیتی ہے۔ اور کبھی خدمت خلق کا جوش عبادت الہی سے غافل کردیتا ہے دونوں صورتیں نامناسب ہیں۔ ایک کی طرف رجحان ہو تو طبیعت پر بوجھ دے کر دوسری صورت قائم رکھنی چاہئیے، خدمت اور عبادت دونوں پلڑے برابر رکھنے کا نام سلامتی اور اسلام ہے۔

ہندوستان میں سوامی دیانند کا ظہور ہندو قوم میں محض سیاسی غلبہ اور دنیوی ترقی کی پکار تھی ہندو نوجوان ہمارے نوجوان کی طرح ذکر حق سے غافل ہو کر سیاسی غلبے کا شیدا ہوگیا ہے مجھے آریہ سماج کی روحانی موت اور سیاسی اور تعلی زندگی سے اس قوم کے لئے خدشات نظر آتے ہیں۔ لیکن مہاتما گاندھی نے اپنے عمل کی

بنیاد پھر خدا کی محبت پر رکھ کر ہندو قوم کو اور زندگی دے دی۔ کیونکہ خدا کی محبت کے بغیر ہماری انسانی ترقی انسانوں کی غارتگری کے کام آتی ہے مہاتما گاندھی نے نمازوں کو مقدم کرلیا اور روزے کو اپنی روح کے آرام کے لئے ضروری سمجھا۔ اگرچہ گاندھی اسلام نہ لایا مگر اسلامی اصولوں کی پیروی کر کے عبادت اور خدمت دونوں کے پلڑوں کو برابر رکھ کر بڑھ رہا ہے۔ یہ عمل قوموں کی زندگی کو بڑھاتا ہے اور انہیں دنیا میں برتر کرتا ہے۔

میں نے اپنی عمر میں بیسیوں ہندوؤں اور سکھوں کو مسلمانوں کے طریق عبادت کو سب سے فائق بیان کرتے سنا ہے، ان کے یقین دلانے سے نہیں بلکہ اپنی سمجھ سے نماز کو زندگی کی معراج سمجھتا ہوں۔ نمازیں کبھی دل شکستہ نہیں ہونے دیتیں بڑھاپے اور بیماری میں بھی ہمت کو جوان اور روح کو تندرست رکھتی ہیں۔ سچا مسلمان ہمیشہ نئی آنکھوں سے دنیا کو دیکھتا ہے اور غریبی میں بھی امیری کرتا ہے۔

کاش مسلمان نماز میں آیات کے معنی سمجھتا! ہماری نمازوں کی کمزوری اور کم نتیجہ خیز ہونے کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمیں علم نہیں کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں! جو نمازوں کو سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ دین کی دولت اکٹھی کرلیتے ہیں۔ انہیں جنت اور خوشی کا سیدھا راستہ نظر آنے لگتا ہے ان کا عمل عبادت کا جزو ہوجاتا ہے۔ کیا تدبیر کریں کہ مسلمانوں کی نظر نماز کے معنوں پر پڑے! نماز حسن عبادت ہی نہیں بلکہ حسن عمل کی سب سے بڑی محرک ہے اگر کسی زمانے میں مسلمانوں نے اس مشکل کا حل نکال لیا تو جانو زندگی کی دشواریوں کو آسان کرلیا، علماء دین کا کام یہ ہے کہ سوچیں کہ نماز اپنی زبان میں بھی ادا ہوسکتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو عربی زبان کو گھریلو زبان بنانے کی پوری سعی ہونی چاہیئے۔

نماز فرض کفایہ نہیں کہ چند آدمی ادا کریں تو باقی سب بچ جائیں عربی زبان

کو صحیح یا غلط ہم نے مذہبی زبان قرار دیا ہے۔ اس کے بغیر اگر عبادت ممکن نہیں تو ساتھ ہی یہ لحاظ رکھنا چاہئیے کہ نماز اور قرآن صرف برکت کی چیز رہ گئی ہے۔ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے نہیں ہے ہندوستان میں ہم نے اردو کو عربی سے اہمیت دے رکھی ہے جو اکثر صوبوں کی زبانوں سے بالکل مختلف۔ مادری زبان الگ، اردو زبان الگ اور اس پر مذہب کا اصرار کہ عربی پڑھو۔ غلامی کا تقاضا کہ حکمرانوں کی زبان سیکھو اہل وطن کی یہ ضد کہ ہندی کو فروغ دو۔ بیچارہ مسلمان چورا ہے پر حیران کھڑا سوچتا ہے کہ کونسی راہ اختیار کرے!

اسلام عوام کا مذہب تھا عربی نہ جاننے کے باعث صرف علماء کے استعمال کی چیز رہ گیا ہے اہل مذہب کی پکار یہ ہے کہ ہماری زندگی کی ہر حرکت قرآن سے ماخوذ ہو۔ خدا کا بڑا احسان ہوا کہ قرآن کے ترجمے ہوگئے۔ اسلام کا علم پڑھا اور کسی قدر سہولت پیدا ہو گئی۔ لیکن بچانوے فیصدی مسلمان ابھی لکھنے پڑھنے سے معذور ہیں باوجود اس سہولت کے عوام قرآن پڑھنے سے معذور ہیں مذہب کی محبت کی بناء پر عوام عربی میں قرآن پڑھنے کو ہی صرف قرآن پڑھنا سمجھتے ہیں قرآن کے ترجمے کو سن کر ان کی طبعیت کو تسلی نہیں ہوتی کیونکہ پشتوں سے یہی تعلیم ہے کہ نماز اور قرآن کو عربی میں پڑھنا ہی نماز اور قرآن پڑھنا ہے۔

شاید ان کی مجبوریوں اور لاچاریوں کو مدنظر رکھ کر ترکوں نے عربی کو نمازوں میں ترک کرکے ترکی میں پڑھنے کا فیصلہ کیا بہرحال عوام کی زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھالنے کی راہمیں لسانی سوال ضرور غور طلب ہے۔

عام قیاس یہی ہے کہ ایک وقت میں دو کام اور ایک لمحے میں دو دھیان نہیں ہوسکتے اس لئے بعض کے نزدیک ہروقت خدا کے دھیان سے دنیا کے کام میں خلل کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ اندیشے قطعی غلط ہیں۔ قرآن کا حکم یہی ہے کہ خدا کے نام کی تسبیح صبح و شام کرو۔ کثرت ذکر سے توجہ بٹتی نہیں بڑھتی ہے۔ قوت

فکر اور زیادہ ہوتی ہے۔ انسان دنیا کے کام کو کتنا وقت دے سکتا ہے چھ گھنٹے کام کر کے تھک تھکا کر چور ہو جاتا ہے، پھر خوش ہونے کی ضرورت محسوس کرتا ہے بعض اوقات تفریح طبع کے لئے دوستوں میں بیٹھ کر واہی تباہی بکتا ہے معصوم مذاق نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور چھوٹے بچوں سے کھیلنا ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کی معصوم تفریح۔ سپاہیانہ کھیل ان کا سامان دل بستگی تھا، بیماروں کی عیادت مسافروں کی خدمت ان کا معمول تھا بار بار زبان پر خدا کے ذکر ہر گھڑی اس کے دھیان اور ان مصروفیتوں میں کوئی تضاد نہیں بلکہ خدا کے ذکر اور دھیان کے ساتھ کھیلوں کی خوشی خدمت کے ولولے زیادہ ہو جاتے ہیں کام کی ہمت دو گنا ہو جاتی ہے۔

نماز اور دل کو ہر وقت خوش رکھنے اور دنیا کے کام سے کبھی نہ تھکنے کی دوا ہے بعض لوگوں کو نماز کا نشہ کافی ہوتا ہے بعض بزرگ اس نشے کو دو آتشہ کرنے کیلئے چلتے پھرتے اللہ اللہ یا اس کی حمد کی تسبیح کرتے ہیں لیکن نمازوں کے بعد بغیر ضرورت مسجد میں نہ ٹھہرو۔ بلکہ کسب معاش خدمت خلق یا سپاہیانہ کھیلوں اور معصوم تفریحات میں لگ جاؤ۔

نماز اور ذکر سے دل دنیا سے ضرور اچاٹ ہو جانا چاہیئے لیکن دنیا کے کام میں دل بستگی زیادہ ہونی چاہیئے۔ دنیا سے دل اچاٹ ہوگا خود غرضی، شہرت، نام اور نمود پر مرنا کم ہو جائے گا۔ اور مخلوق خدا کی بے غرضانہ خدمت کا پاک جذبہ ترقی کرے گا۔ دن رات کام کے بغیر آرام نہ آئے گا دنیا پریم نگری نظر آئے گی اور تمہارے سارے کام محبت ہو جائیں۔ جس سے آج تک کوئی انسان نہیں تھکا تمہارا کمانا عبادت، کھیلنا عبادت سب کچھ عبادت ہی عبادت ہو جائے گا۔

اگر نماز اور عبادت سے کام کے اوقات میں زیادتی اور محنت میں دل بستگی زیادہ نہ ہو اور بیکار رہنے کو جی چاہے یا طبیعت میں فواحشات کی طرف رغبت ہو تو

www.rahimia.org

نماز پر توجہ زیادہ کرو تاکہ ہمت عود کر آئے۔ اور خدا کے ذکر کی برکت سے شیطان تمہارے راستوں سے ہٹ جائے فرض نمازوں کے علاوہ اگر نماز تہجد کو معمول بنا سکو تو سونے پر سہاگہ ہے ولایت کے درجہ کا یہ ضروری جزو ہے اس سے مردہ دل جلدی زندہ ہوجاتا ہے۔ بیمار روح تھوڑے عرصے میں شفا حاصل کرتی ہے۔ بڑھاپے میں ہمت جوان ہوتی ہے جوان عوام کا راج اور عادلانہ نظام قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد پاتے ہیں موت کا خوف کم ہوجاتا ہے ایثار اور قربانی کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

نماز کی ضرورت

ہوشیار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اے مرد مومن ہوشیار!

خوبصورت سانپ کے اندر ہلاک کرنے والا زہر ہے دوزخ کا راستہ حسین نظاروں سے بھرا پڑا ہے۔ جہاں پھولوں کے فرش بچھے ہیں۔ حسن عشق سے ہم آغوش ہے۔ راگ رنگ اڑاتا ہے۔ ابر شعر و شراب کی بارش برساتا ہے۔ ساری زنجیروں کو توڑ کر ان راستوں کی سیر کو جی چاہتا ہے کیونکہ وہاں ہر وقت بہار چھائی رہتی رہے۔ خوشبو دوش ہوا پر گلگشت کرتی ہے۔ وہاں صبح طباشیر اڑاتی آتی ہے۔ شام شفق کے سنہری بادل لطف نظارہ کے لئے پیش کرتی ہے۔

ایک اور راستہ بھی کھلا ہے سخت سنگلاخ اور دشوار گذار دکھائی دیتا ہے۔ ادھر کہیں توریت کے طوفان اٹھتے اور کہیں گرم ہواؤں کے بگولے سامان ہلاکت پیدا کرتے نظر آتے ہیں لیکن یہ راستہ اس گلریز اور گل پوش وادی پر ختم ہوتا ہے جسے جنت کہتے ہیں جس پر نیکوں نے جائز طور پر تعریف کے پل باندھ رکھے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جنت کی گھاٹی سخت اور راستہ مشکل ہے مگر خوبصورت سانپوں سے کھیلنے کا مشورہ کون دے! گناہ کی دلفریب اور دلاویز راہوں پر جا کر دوزخ میں

www.rahimia.org

اچانک جا گرنے سے منع کیوں نہ کیا جائے!

ہر گنہگار جانتا ہے۔ میرے عمل کی انتہا جہنم ہے لیکن قدم قدم پر کشش ہر طرف دل افروز نظارے انسان کو ادھر کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن نماز وہ مقام بلند جس سے نفس خود حقیقت کی راہ دیکھنے لگتا ہے۔ گناہ کے راستوں سے اس کی رغبت کم ہوجاتی ہے اور نیکی کی کشش بڑھ جاتی ہے۔ وہ روشیں جو پہلے بھیانک معلوم ہوتی تھیں اب پُر فضا معلوم ہوتی ہیں اور گناہ کی راہیں جو پُر فضا معلوم ہوتی تھیں وہاں اب سانپ بچھوؤں سے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ نماز دین کا وہ نقشہ ہے جس کے مطابق نیکی کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ معمار اس نقشہ کو پیش نظر رکھے کیونکہ اس پر ساری عمارت کا دار و مدار ہے۔ اس نقشے کو خدا کی منشاء کے مطابق محمد ﷺ نے تیار کیا۔ بخدا اس کے مطابق جو محل تیار ہوگا وہ پختہ اور پائیدار ہوگا۔

ذات پاک کی تمیز مٹا دینے والے اسلامی سوسائٹی میں دولت کی اونچ نیچ کو فنا کردینے والے پیارے پیغمبر کا جب وہ وقت آگیا۔ جب اپنے آقا کے حکموں کی تعمیل کرنے کے بعد اس کی دائمی خوشنودی کا انعام پانے جا رہے تھے۔ تو حضور ﷺ نے حجرے سے جھانک کر صحابہ کو قطار اندر قطار مصروف نماز پا کر اظہار اطمینان فرمایا۔

نماز گناہوں کی اس آگ کو جو دھیرے دھیرے دل کو جلانے کا گن رکھتی ہے۔ چپکے چپکے اس پر پانی ڈال کر آہستہ آہستہ بجھا دیتی ہے عمل اور رد عمل سے انسان خود بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ مگر دل برائیوں سے بچ نکلتا ہے آؤ عزیزو! نماز پڑھیں کیونکہ دوزخ کی آگ سے بچنے کا ایک ڈھنگ ہے دین کے داناؤں نے کہا ہے کہ جوانی دم بدم بھڑکنے والی جوالا مکھی ہے یہ آتشگیر بلا زندہ بم کی طرح ٹھنڈے پانی میں رہے تو بچاؤ ہے ورنہ دردناک ہلاکت ہے نماز دل میں اطمینان کی

ٹھنڈک پیدا کرتی ہے جس سے جوانی کا جوش فرو ہوتا ہے آگ پر پانی کے عمل کو تو بے سمجھ بچہ بھی جانتا ہے۔ قولی عبادت بھی دل کی ٹھنڈک ہے مگر نماز محض قولی عبادت نہیں بلکہ عبادت فعلی ہے۔ اور جوانی کی آگ جمع کرنے کی وہ تدبیر ہے جس سے انسان دنیا کی گاڑی کھینچنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ ہر عبادت کی جان خدا کا ذکر ہے اللہ سے لگاؤ نماز کا مرکزی نقطہ ہے۔

بعض قوموں نے شہنشاہ کی وفاداری کو اپنے عمل کا محرک بنا رکھا ہے شاہ پسند قوموں میں بچوں کی تعلیم کا جزو اعظم شہنشاہ کی محبت ہے۔

بعضوں نے ملک کی محبت کو زندگی کا مقصد بنالیا ہے اور اپنے نیک خیالات اور حسن عمل کو صرف جغرافیائی حدود میں محدود کردیا ہے۔

بعض اپنی نسلی فوقیت اور خاندانی روایات کے پجاری ہیں اور ان کے گھروں میں اسی کے چرچے ہیں۔ اپنے خاندان اور نسل کی بزرگی بیان کرنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ لیکن سچا مسلمان شیطان کے ان برپا کردہ فتنوں سے پناہ مانگتا ہے اور اپنی عقیدت اپنے پروردگار کے لئے مخصوص رکھتا ہے۔ بادشاہوں کو عوام کے حقوق کا دشمن، ملک کو مٹی کا ڈھیر، نسل اور خاندان کو بیہودہ وہم سمجھ کر مخلوق کی خدمت بہترین عبادت اور وجہ امتیاز جانتا ہے اور جوں جوں خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے توں توں اللہ کی عبادت پر اور مستعد رہتا ہے۔ نماز اللہ سے تعلق کو استوار کرنے اور اس کے نام کی برکت سے اپنی زندگی کو فیض کا چشمہ بنانے کی تدبیر ہے۔ حب وطن کے جذبے کی پرورش کے لئے قومیں دن کا چین اور رات کی نیند حرام کرلیتی ہیں تو مسلمان اگر پانچ وقت عبودیت کے جذبے کو دل و جان میں پرورش کرنے کے لئے نماز کا سامان کرتا ہے تو آوارہ طبعیت لوگ کہانیاں کیوں بناتے ہیں۔ دنیاوی سلطنت کا سپاہی ملک کے عشق میں مرٹنے کے لئے کوئی دن پریڈ کئے بغیر نہیں رہتا پھر خدا کی فوج کے سپاہی یعنی مسلمان خدا کی

www.rahmia.org

محبت کو سینے میں پرورش کرنے اور جماعتی یگانگت قائم رکھنے کے لئے پانچ وقت یکجا ہوں تو دل افسانے کیوں تراشتا ہے!

ملک قوم شہنشاہ کی بنا پر لوگ اپنے اور لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں، ہمارے پاس بھی اللہ کی محبت کی کسوٹی ہے، ہم دوست اور دشمن کے عمل کو اسی پر پرکھتے ہیں، جو غیر اللہ کی محبت کے لئے عمل ہے وہ کھوٹا ہے، جس فعل سے اس کا نام بلند ہو صرف وہی کھرا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ہم رات دن اسی کا نام لے کر دل کے ویرانے کو گلزار بنائیں۔ مگر کیا کریں، اپنی مخلوق کی خدمت کے فرائض بھی اس نے لگا رکھے ہیں۔ ناچار نمازوں کو ختم کر کے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے دنیا کے دھندوں میں لگنا پڑتا ہے۔ اس کا نام اور اس کا کام دونوں ہی دین ہیں۔ بے دینی وہ کام ہے جو صرف غیر اللہ کو خوش کرنے یا باغی نفس کو مطمئن کرنے کے لئے کیا جائے۔

اپنی قوم، اپنے ملک، اپنے شہنشاہ کے نام پر خدا کی پر امن مخلوق کے اطمینان کو لوٹ لینا قوموں کو شہنشاہیت کا غلام بنانا اوروں کو فاقے کے عذاب میں مبتلا چھوڑ کر ان کی دولت کو اپنے بچوں کی آسائش کے لئے کام میں لانا بعض کے نزدیک عین انصاف ہے لیکن مسلمان کے لئے کسی قوم کے ساتھ دشمنی کے باعث ذرا سی بے انصافی اسے خدا کی خوشنودی کی جنت سے محروم کر دینے کے لئے کافی ہے۔

اے مسلمان! تو دنیا میں اپنی ذمہ داریاں سمجھ۔ جب دل میں کوئی کمزوری آئے۔ تو پھر اسی سرکار کی طرف لوٹ جا اور سجدوں میں پڑ کر اس سے برکت اور توفیق مانگ۔ اس کی یاد کو دل میں زندہ رکھنے اور نیک کاموں کی توفیق چاہنے کا نام نماز ہے۔ نماز کے بغیر شیطان خدا کی یاد بھلا دیتا ہے اور اپنے آرام کے لئے مخلوق خدا کا امن لوٹ لینے پر امادہ کر دیتا ہے۔ پس نماز دل کو ایک مرکزی نقطے سے

بے نیاز کر کے خدا سے تعلق بڑھانے کا سبب بنتی ہے۔ ہر مرحلے پر اس کی عظمت کا اقرار ہے لوٹا لوٹا کر دہرا دہرا کر رب العزت کی بڑائی کا بیان ہے۔

اے مشرق و مغرب کے خدا! تیرے بغیر ہے بھی کون۔ جس کے حضور میں نیاز مندیوں کا تحفہ پیش کیا جائے اے کام و دہن کی سینکڑوں لذتوں کے داتا! اے دل کی ہزار کیفیتوں کے پروردگار! دنیا کے پرمیشور! تیرے سوا کون ہے جو بندگی کے لائق اور پوجا کے قابل ہو۔ تیری ہی تعریف کے نذرانوں کے سوا بھلا تیری قبولیت کے قابل ہمارے پاس کیا چیز ہے۔

میرا مال اولاد اور جان حاضر ہیں۔ وہ تو تیرے حکم پر قربان کرنے کیلئے حاضر ہوں مگر تیرے نام کی سفارش کے بغیر یہ حقیر چیزیں ہیں تیرے حضور میں کیسے پیش کروں۔ یہ تیری داد ہیں۔ اے داتا! تیرے دان کو لوٹا دینا بھی کوئی بڑی شکر گزاری نہیں۔ یہ تو سب تیری ہی چیزیں ہیں۔ تیری یاد تیری تعریف تیری بڑائی کے ساتھ میں ان کو پیش کرتا ہوں۔

میرے مال اور میری جان کے لئے تیرے تقاضے صرف میری محبت کی آزمائش کے واسطے ہیں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھے ہزار گنا انعامات دینے کے لئے بہانے تلاش کر رہا ہے۔ جس نے جو قربان کیا اس سے بڑھ کر پایا اور اتنا پایا کہ خوشی سے دل شگفتہ اور گل و گلزار ہو گیا اور وہ اطمینان کی جنت میں باغ باغ نظر آیا۔

www.rahimia.org